ڈاکٹر مشتاق عادل

استاد، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف سیالکوٹ، سیالکوٹ

اللہ یار ثاقب

پی ایچ ڈی سکالر۔ اردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

# قومی رویے کی تشکیل، افکار قائد اور اردو "نادار لوگ" کے تناظر میں

**Dr. MushtaqAdil**
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Sialkot, Sialkot.
**Allah Yar Saqib**
Scholar PhD Urdu, Lahore Garisson University, Lahore.

## QaumiRawaykiTashkil, Afkar-e-Quid aur Urdu

According to Quid-e-Azam sword and pen are tow powers. Quid's sayings about Pakistan and its people are very clear, to run a country properly and best way he imposed rules and regulation but the rulers and bureaucracy of Pakistan ignore these rules. Urdu writers write about this matter in their literature. In this Article, novel "Nadar Log" is discussed in view of Quid's Thoughts.

**Key Words:** *Code of life, thoughts, instability, social injustice, configuration, kinship, abandoned property.*

کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی خاص ضابطہ حیات پر عمل ہو تا کہ امن، سلامتی اور خوشحالی اس کا مقدر بن سکے اور دنیا کی دوسری قوموں کا مقابلہ کر سکے۔ تحریک پاکستان کے دوران قائد اعظم نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے جس آزاد ریاست کی جدوجہد کی اس میں وہ انصاف، رواداری، مساوات، ایمانداری، قانون کی پابندی اور امن و امان کے خواہاں تھے۔ قیام پاکستان کے بعد انھوں نے ملک کو اپنے خیالات و افکار کے مطابق چلانے کی کوشش کی مگر بدقسمتی سے زندہ نہ رہے۔ ان کی وفات، لیاقت علی خان کی شہادت اور اس کے بعد مسلسل عدم استحکام کی شکار حکومتیں پاکستانی عوام کا مقدر بنتی رہیں۔ اردو ادب میں اکثر ادبا نے ان مسائل،

مشکلات اور سماجی ناانصافیوں کا ذکر کیا ہے جو ہمارے قومی رویے کی تشکیل میں منفی کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا پاکستان وہ نہیں جو قائد اعظم دیکھنا چاہتے تھے۔

پاکستان کا قیام کسی ہنگامی صورت حال میں عمل میں نہیں آیا اور نہ ہی راتوں رات اس کی تشکیل ہوئی بلکہ اس کے حصول کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے سو سال کے لگ بھگ کوشش کی۔ اگرچہ پہلی کوششیں غیر منظم و غیر مربوط تھیں مگر مسلم لیگ کے قیام کے بعد اور خصوصاً قائد اعظم محمد علی جناح کے بطور صدر ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد اس تحریک نے منظم انداز میں زیادہ بہتر طریقے سے کام کیا اور آخر کار قیام پاکستان وقوع پذیر ہوا۔ قائد اعظم کے ارشادات و خطبات اور تقاریر سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں اس مملکت کے حوالے سے واضح تصور موجود تھا۔ اور وہ اپنے نظریات، سوچوں اور خیالات کے ذریعے اس ملک کو چلانے کے خواہش مند تھے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

> "میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اسے خواہ کوئی بھی زبان دیں، مگر میرے مشورے کی روح یہ ہے کہ ہر مسلمان کو دیانت داری، خلوص اور بے غرضی سے پاکستان کی خدمت کرنی چاہیے۔"(۱)

بد قسمتی سے قیام پاکستان کے بعد جب ملک کئی قسم کے مسائل کا شکار تھا اور اسے ایک محنتی، ایماندار اور مخلص رہنما کی ضرورت تھی۔ قائد اعظم کی وفات کے بعد جمہوری حکومتیں تسلسل قائم نہ رکھ سکیں۔ اسمبلیوں کا ٹوٹنا اور بننا حکومتوں کا گرانا اور سیاسی وفاداریاں تبدیل کرنا ایک معمول بن گیا۔ ایسے میں جمہوری روایات مستحکم نہ ہو سکیں اور رشوت خوری، اقربا پروری، چور بازاری اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے دولت جمع کرنے کا مقابلہ شروع ہو گیا۔

پاکستان کے حالات اور بانی پاکستان کے نظریات کو پڑھ کر ہر ذی شعور شخص یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ قائد کیسا پاکستان بنانا چاہتے تھے۔ معیشت، سیاست اور سرکاری اداروں کے اختیار کے حوالے سے ان کے خیالات کیا تھے اور موجودہ پاکستان میں کیا کچھ ہو رہا ہے یقیناً موجودہ حالات کی تصویر جو نظر آتی ہے وہ قائد اعظمؒ کی سوچوں سے بالکل مختلف ہے۔ عبداللہ حسین نے اپنے ناول "نادار لوگ" میں یہ واضح کیا ہے کہ ہمارے ہاں کس طرح قائد اعظم کے نظریات کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ قائد اعظم نے ۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو حکومت کے افسران سے چٹاگانگ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"آپ کو ایک ملازم کی حیثیت سے اپنے فرائض سر انجام دینے ہیں۔ آپ کا سیاست اور سیاسی جماعتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ آپ کا کام نہیں ہے، یہ سیاستدانوں کا ذمہ ہے کہ وہ کس طرح موجودہ اور مستقبل کے آئین میں رہتے ہوئے اپنے مقاصد کے حصول کی جنگ لڑتے ہیں۔ جس سیاسی جماعت کو اکثریت ملتی ہے، آپ کو کسی سیاسی جماعت سے وابستگی نہیں ہونی چاہیے۔ آپ صرف قومی ملازم ہیں۔ حکومت کی خدمت ایک خادم کی حیثیت سے کرنی چاہیے۔"(۲)

عبداللہ حسین نے "نادار لوگ" میں یہ بتایا ہے کہ قائد اعظم کی وفات کے بعد افراتفری کا جو دور شروع ہوا اس میں سرکاری ملازمین نے کس طرح اپنی من مانیاں کی، قانون کی خلاف ورزی کی، اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کو ناجائز الاٹ منٹیں کرائیں۔ ایک افسر فلک شیر اعوان کے حوالے سے ناول نگار نے لکھا ہے کہ جب متروکہ املاک کی چیف کمشنر نے اپنے ڈپٹی کمشنر فلک شیر اعوان کی زبان پر اعتبار کرنے کی بجائے کلیم کرنے والے شخص کو دُو بدو دیکھنا چاہا تو اس نے اپنی برادری کے بااثر شخص یعقوب اعوان کی راہنمائی کی۔

قیام پاکستان کے بعد جہاں سرکاری افسران نے اپنے رشتے داروں، دوستوں اور تعلق داروں کو نوازا وہاں خود بھی جائیدادیں بنانے میں مصروف عمل رہے۔ قائد اعظم نے اپنی تقاریر اور خطبات میں نو تشکیل شدہ مملکت کو چلانے کے رہنما اصول مرتب فرمائے۔ انھوں نے ان تمام سماجی برائیوں کا ذکر بھی جو کسی بھی ملک کی معاشی، سیاسی اور سماجی ترقی میں رکاوٹ ہو سکتی ہیں۔ قائد اعظم کے پاکستان میں اقربا پروری، بدعنوانی، رشوت ستانی، بددیانتی، ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی جیسی برائیوں کی گنجائش نہ تھی لیکن عبداللہ حسین نے "نادار لوگ" میں اقربا پروری کے حوالے سے کئی مناظر دکھائے ہیں۔ خاص طور پر جب لوگوں کو آٹے کے حصول کے لیے مشکل کا سامنا تھا اور لوگ لمبی لمبی لائنوں میں کھڑے ہو کر راشن ڈپوؤں سے آٹا لینے کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو انھیں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ جب کہ دوسری جانب ڈپو ہولڈر اپنے تعلق داروں اور جاننے والوں کو نوازتے تھے:

"دکان کے سیدھے دروازے کے آگے لوگوں کی لمبی قطار لگی تھی۔ جو خالی ہاتھ دھکم پیل کر رہے تھے، حالاں کہ دکان کا دروازہ بند تھا۔ جب میں الٹی طرف سے گزرا تو دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ پچھلے دروازے کے راستے ایک ایک کر کے داخل ہو رہے ہیں اور آٹے کے تھیلے لے لے کر نکل رہے ہیں۔"(۳)

ناول نگار نے بڑے خوب صورت انداز میں منظر کشی کی ہے کہ ہمارا عدالتی نظام کیسا ہے۔ جج اپنے فیصلے کس میرٹ پر دیتے ہیں۔ ایک غریب آدمی کو انصاف کے لیے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اور سرمایہ دار کیسے انصاف خرید لیتا ہے۔ امیر اور غریب کے لیے دوہرا عدالتی نظام، الگ الگ قانون ہے۔ ہمارے عدالتی نظام میں یہ بھی خامی ہے کہ غریب سچا ہو کر بھی بے گناہ نہیں ہو پاتا اور دولت مند مجرم ہو کر بھی پارسا، پاک باز اور بے گناہ ٹھہرتا ہے۔ جب ملک اعجاز نے بطور صحافی از میر گھی مل کے تیار کردہ ناقص گھی کا سکینڈل منظر عام پر لانے کی کوشش کی اور فیکٹری مالکان کی جانب سے لاکھوں روپے کی رشوت ٹھکرا کر اخبار میں گھی مل کی دو نمبری کا سکینڈل چھاپا تو بجائے اس کے اس مل کو بند کر دیا جاتا، فیکٹری مالکان جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوتے تاکہ آیندہ کوئی کرپٹ فیکٹری مالک دو نمبری کا سوچ بھی نہ سکے۔ قائد اعظم نے تو ہر آدمی کے لیے قانون اور انصاف کی بات کی تھی مگر یہاں تو خواجہ معراج جیسا قانون دان بھی شیخ سلیم کو یہ کہتا ہے:

"تو میں آپ کو بتاتا ہوں قانون کوئی اینٹ پتھر کی طرح پکی چیز نہیں ہوتی۔ یہ جج کے ہاتھ میں گیلی مٹی ہوتی ہے۔ جیسی شکل چاہے ویسی بنا دے۔"(۴)

تمام تر شہادتوں، گواہیوں اور ٹھوس ثبوتوں کے باوجود جب جج محمد حسین تارڑ نے فیصلہ لکھا تو فیکٹری مالکان کے حق میں کیوں کہ وہ مال دار تھے، ان کے جج سے تعلقات تھے اور وہ اس طبقے کے نمایندے تھے جو لاکھوں لگا کر کروڑوں کمانے کے عادی ہیں۔ ہزاروں لوگوں کی زندگیوں سے کھیلنے والے از میر بناسپتی گھی فیکٹری کے مالکان باعزت بری ہوئے اور اخبار مالکان کے خلاف یہ فیصلہ آیا:

"مدعی۔۔۔ نے اپنا کیس۔۔۔ ثابت کر دیا۔ مدعا علیہان کے عدم تعاون کے رویے کے باوجود۔۔۔ مختلف عوامل کے پیش نظر۔۔۔ نرمی کا رویہ اختیار کرتا ہوں۔۔۔ انصاف کے تقاضے کے مطابق مدعی کے حق میں فیصلہ ناگزیر۔۔۔ مدعا علیہان۔۔۔ ازالہ حیثیت عرفی۔۔۔ مجموعی طور پر پچھتر ہزار روپے مدعی کو ادا کریں۔۔۔ سات یوم کی رخصت برائے اپیل۔۔۔"(۵)

قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے پاکستان کا جو نقشہ پیش کیا تھا اس میں دیگر سماجی برائیوں کی طرح ملاوٹ اور رشوت ستانی کی کوئی گنجائش نہ تھی مگر جب پاکستان معرض وجود میں آ گیا تو قائد کے جانشیں اسے افکار قائد کے مطابق چلانے میں ناکام نظر آئے۔ آج ہمارے ہاں ہر طرف ملاوٹ اور رشوت ستانی جیسے مسائل بلکہ جرائم واضح نظر

آتے ہیں۔ ہمارے ہاں چائے میں بورا، دودھ میں زہریلے پاؤڈر، آٹے میں پلاسٹک اور مرچوں میں اینٹوں کے برادے کی ملاوٹ عام چیز ہے۔ یہاں تو زہر بھی خالص دستیاب نہیں ہے۔ ملاوٹ کرنے والے یہ کاروباری حضرات واپڈا اور گیس والوں کو پیسے دے کر بجلی اور گیس چوری کرتے ہیں۔ انکم ٹیکس کے عملے کو رشوت دے کر ٹیکس بچاتے ہیں، پولیس والوں کو پیسے دے کر غیر قانونی دھندے کرتے ہیں اور کوالٹی کنٹرول کے عملے سے مل کر ملاوٹ کرتے ہیں۔ ناول نگار نے اس مافیا کے کالے کرتوتوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جب ملک اعجاز کی ازمیر گھی انڈسٹری کے مالک حاجی کریم بخش سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے اعجاز سے کہا:

> "دیکھئے اعجاز صاحب۔۔۔ ہماری انڈسٹری کو چلتے ہوئے بیس سال ہو چکے ہیں اس عرصے میں آپ کے محکمے کو کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔۔۔ ڈاکٹروں کی رپورٹیں قابل اعتماد ہیں۔ ہمارے غریب لوگ خدا جانے کیا گلی سڑی چیزیں کھاتے رہتے ہیں اس میں ہمارے گھی کا کیا قصور؟۔۔۔ آپ مینجنگ ڈائریکٹر سے میٹنگ سے مل کر معاملہ طے کر لیں۔"(۶)

ناول کے مطالعے کے بعد یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے جس پاکستانی ریاست کی بنیاد رکھی تھی، اس حوالے سے لوگوں کو نئی ریاست کے خدوخال اور ڈھانچے کے حوالے سے آگاہ کیا۔ اس ریاست میں قانون کی حکمرانی، انصاف، انسانی حقوق کی پاسداری اور سماجی برائیوں کے خاتمے کے حوالے سے بھی ایک واضح حکمت عملی وضع کی تھی مگر قائد اعظم کے بعد حکمرانوں نے جب ریاست کی بجائے اپنے ذاتی مفادات کو ترجیح دی تو سرکاری افسران بھی اپنی ذمہ داریوں کو بھول گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان میں جہاں انسانی حقوق سلب ہوئے وہیں پر سمگلنگ، چور بازاری، اقرباپروری، ملاوٹ اور رشوت ستانی جیسی سماجی برائیاں بھی بڑھتی گئیں۔ ہمارے ملک میں جو نظام رائج ہے، جو قانون لاگو ہیں اور جس طریقے سے انتظامی امور چلائے جارہے ہیں وہ قائد اعظمؒ کے افکار اور فرمودات کے بالکل برعکس ہیں۔ اسی حوالے سے عزیز ظفر آزاد اپنے کالم میں لکھتے ہیں:

> "ہمارا ہر قدم اقبال اور قائد کے فرمودات سے متصادم ہے۔ اقبال اور قائد اعظم حریت و آزادی کے علمبردار تھے ان کے فرمودات پر عمل کرنے سے گریز کرنا ہمیں آزادی کی ثمرات سے محروم رکھنے کے مترادف ہے۔(۷)

قائداعظم محمد علی جناحؒ کے افکار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پاکستان میں قانون کی عمل داری چاہتے تھے، وہ کرپشن اور اقرباپروری کا خاتمہ چاہتے تھے۔ وہ ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی کو ملک کے لیے زہر قاتل سمجھتے تھے۔ ان کے خیال میں سرکاری افسران کو سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر عوام کی خدمت کرنا چاہتے تھے مگر جب پاکستان بن گیا تو اس میں امیر اور غریب کے لیے علاحدہ علاحدہ قانون نظر آیا۔ سرکاری افسران نے واضح سیاسی وابستگیاں اختیار کر لیں۔ ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی اور کرپشن کاروباری کامیابی کے گُر سمجھے جانے لگے۔ عبداللہ حسین نے ناول "نادار لوگ" میں ان تمام سماجی برائیوں کا ذکر کیا ہے اور ایسے مناظر دکھائے ہیں کہ قاری یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ پاکستان بنانے کا مقصد کیا تھا اور ہم کس راستے پر چل نکلے۔

## حوالہ جات


۱۔ فاطمہ جناح، میرا بھائی، قائداعظم سوسائٹی، گورنمنٹ کالج، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص:۷ ۴

۲۔ سید زبیر، قائداعظم کا تصور آئین (مضمون)، www.urduweb.org/mehfil

۳۔ عبداللہ حسین، نادار لوگ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص:۰ ۷ ۴

۴۔ ایضاً، ص:۴ ۸ ۶

۵۔ ایضاً، ص:۶۹۳

۶۔ ایضاً، ص:۵۵۱

۷۔ آزاد، عزیز ظفر، جرس جمہور، نوائے وقت، لاہور، ۲۸ دسمبر ۲۰۱۵ء